تفسیر نور العرفان (قسط⑮)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب (۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں:

''مجھے ایسے معجزے عطا فرمائے، جو ان معجزوں سے زیادہ قوی ہوں، ابھی صرف اصحاب کہف کا واقعہ پوچھ کر ہی میرا امتحان کر رہے ہو، ایک روز آوے گا کہ میں منبر شریف پر قیام فرما کر قیامت تک پیش آنے والے واقعات میں سے ایک ایک کا ذکر کروں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 472)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعا یہ نہیں فرمایا کہ ''ایک روز آوے گا کہ میں منبر شریف پر قیام فرما کر قیامت تک پیش آنے والے واقعات میں سے ایک ایک کا ذکر کروں گا۔'' البتہ

❁ سیدنا عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گزشتہ اور آئندہ رونما ہونے والے (بڑے بڑے) واقعات کی خبر دی۔''

(صحیح مسلم: 2892)

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلٰى

أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ .

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے قیامت تک رونما ہونے والے (بڑے بڑے) واقعات کی خبر دی۔''

(صحيح مسلم :2891)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ، حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ، وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ .

''ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے، آپ نے ہمیں ابتدائے خلق سے لے کر اہل جنت کا جنت میں داخل ہونے اور اہل دوزخ کا دوزخ میں داخل ہونے تک بتایا۔ جس نے یاد رکھا، اس نے یاد رکھا، جس نے بھلا دیا، اس نے بھلا دیا۔''

(صحيح البخاري : 3192)

نبی کریم ﷺ نے یہ سب کچھ وحی سے فرمایا۔ یہ پیغمبر کی شان ہے اور اعلام نبوت میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے کے بغیر نبی کریم ﷺ کچھ نہیں فرماتے تھے۔ نیز یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا، جنت و جہنم سمیت کئی اُمور آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے کر دیے گئے، آپ دیکھ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دیتے تھے۔

❁ مفتی صاحب خود لکھتے ہیں:

''مکہ والوں نے حضور ﷺ سے اصحاب کہف کا حال دریافت کیا، تو حضور نے

فرمایا: پھر بتائیں گے اور ان شاء اللہ فرمانا یاد نہ رہا، تو کئی روز تک وحی نہ آئی، اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے حضور سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل بیان نہ فرمائی تھی۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص472)

جب اصحاب کہف کا واقعہ وحی سے بیان فرمایا، تو گزشتہ اور آئندہ کے تمام واقعات بھی وحی سے فرمائے ہیں۔

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''بزرگوں کا مصیبتوں کو ٹال دینا اللہ کے حکم سے ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص472)

اللہ تعالیٰ نے کہاں فرمایا ہے کہ بزرگ اس کے حکم سے مصیبتیں ٹالتے ہیں۔ صحابہ کرام سے بڑھ کر بزرگی والا کون تھا؟ کسی صحابی سے یہ قطعا ثابت نہیں کہ وہ حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے کسی دوسرے صحابی کی قبر پر گیا ہو۔ معلوم نہیں مفتی صاحب انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات سے بزرگوں کو مشکل کشا کیسے قرار دیتے ہیں؟ معجزات انبیائے کرام کے حق میں بھی عمومی دلیل نہیں، چہ جائیکہ انہیں بزرگوں کے لیے بطور دلیل پیش کیا جائے۔

مصائب کو ٹالنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، لہٰذا اسی کی پکار کرنی چاہیے۔

③ مفتی صاحب سورت کہف (۲۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہِ کرم ہمیشہ اپنی امت کے صالحین پر ہے، خواہ وہ کہیں اور کسی زمانے میں ہوں، حضور کی نگاہ میں ہیں۔ اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی ثابت ہوتا ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص473)

یہ آیت کریمہ کی واضح تحریف ہے۔آیت کا صحیح مفہوم یہ تھا کہ سرداران قریش کے کہنے پر اپنے غریب ونادار صحابہ کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کریں۔اس سے ہر دور کے صالحین پر نگاہِ کرم کیسے ثابت ہوتی ہے؟

یہ عقیدہ کہ ہر دور کے صالحین پر نبی کریم ﷺ کی نظر کرم ہے،اسلامی عقائد میں سے نہیں ہے،کیونکہ اسلاف امت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں،یہ بعد کی اختراع ہے۔

اس سے مسئلہ حاضر ناظر ثابت کرنا بھی تحریف ہے،کیونکہ ائمہ اہل سنت مسئلہ حاضر وناظر سے ناواقف ہیں۔اس آیت یا اس جیسی دیگر آیات سے اگر مسئلہ حاضر ناظر ثابت ہوتا،تو ائمہ مسلمین ضرور ثابت کرتے،کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر کتاب وسنت کی نصوص کو سمجھنے والے اور عمل کرنے والے تھے۔انہوں اپنے تمام عقائد واعمال کی بنیاد وحی پر ڈالی۔

④ مفتی صاحب سورت کہف (۳۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ رب کو سبز رنگ بہت پسند ہے،اس لیے جنت کی زمین سبز،شہدا کی روحوں کا رنگ سبز،حضور کے روضہ کا رنگ سبز وغیرہ۔''

(تفسیر نور العرفان،ص473)

یہ اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔مفتی صاحب کی جرأت وجسارت ملاحظہ فرمائیں کہ ایک ناجائز کام کو کس طرح سند جواز فراہم کر رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی قبر پر اہل بدعت نے گنبد بنایا اور اسے سبز رنگ دے دیا۔زمانہ سلف میں گنبد نہیں تھا۔گنبد بنانا جائز نہیں،خواہ کسی کی قبر پر ہو،خواہ اس کا کوئی بھی رنگ ہو۔کل کلاں اس کا رنگ بدل دیا جائے،تو سبز رنگ کی کیا فضیلت رہ جائے گی؟

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس (شیطان) کا پہلا نام عزازیل تھا، گمراہ ہونے کے بعد ابلیس لقب ہوا۔''
(تفسیر نور العرفان، ص477)

بے دلیل ہے۔

⑥ مفتی صاحب سورت کہف (۵۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیطان اور اس کی ذریت ہیں اور صالحین اولیاء اللہ ہیں۔ اولیاء اللہ اور ہیں، أَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور۔ جہاں أَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا ذکر ہے، وہاں پر یہی مراد ہیں۔ رب فرماتا ہے: ﴿أَوْلِيَائُهُمُ الطَّاغُوتُ﴾ یہ آیت کریمہ ان تمام آیات کی تفسیر ہے، جن میں أَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔''
(تفسیر نور العرفان، ص477، 484)

ہر دور کے اہل شرک اولیاء اللہ کو أَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سمجھتے تھے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی پکار کی، اس نے غیر اللہ کو اپنا ولی و مددگار بنا لیا۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو، وہ اولیاء من دون اللہ ہے۔

۞ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ (۱۱۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : ﴿مِنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ فِي الْآيَاتِ كُلِّهَا؛ أَيْ مِنْ غَيْرِهٖ تَعَالٰى، فَإِنَّهٗ عَامٌّ يَدْخُلُ فِيهِ مَنِ اعْتَقَدْتَهٗ مِنْ شَيْطَانٍ وَّوَلِيٍّ تَسْتَمِدُّهٗ، فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى نَصْرِ نَفْسِهٖ كَيْفَ يُمِدُّ غَيْرَهٗ؟

''تمام آیات میں (من دون اللہ) سے مراد اللہ کا غیر ہے۔ یہ عام ہے، اس

میں شیطان اور ولی سب داخل ہیں، جن سے بھی امداد مانگی جائے، کیونکہ جو شخص اپنی نصرت کی طاقت نہیں رکھتا، وہ کسی دوسرے کی مدد کیسے کر سکتا ہے؟''

(سَیف اللّٰہ علٰی من کَذَب علٰی أولیاء اللّٰہ، ص 30)

مشرکین کے اولیاء طاغوت ہیں۔ طاغوت سے مراد شیطان اور اس کی ذریت ہے، طاغوت کے کہنے پر مشرکین اولیاءاللہ کی عبادت کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں وہ غیراللہ کو اپنا ولی و مددگار سمجھتے تھے۔ یہ سب شیطان کے حکم سے تھا، اس لیے شیطان اور اس کی ذریت کو ان کے اولیاء کہا۔

۞ مفتی صاحب ایک مقام پر خود لکھتے ہیں:

''من دون اللہ دو قسم کے ہیں، واقعی اور کفار کے عقیدے میں۔ واقعی من دون اللہ تو بت وغیرہ ہیں، دوسرے من دون اللہ وہ نبی، ولی جن میں کفار نے خدائی مان کر رب سے بے تعلق مان لیا، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدے میں، لہٰذا یہ انبیا ان کے عقیدے میں تو من دون اللہ ہیں، مگر واقعہ میں اولیاءاللہ۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص484)

⑦ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اظہار محبوبیت کے لیے اپنے مقرب بندوں کے سپرد دنیاوی انتظامات فرمائے، جیسے فرشتے مدبرات امر اور انبیائے کرام، اولیاءاللہ۔ لیکن مردود بندوں کے ذمہ کوئی تکوینی انتظام نہ فرمایا۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص477)

یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کے سپرد دنیاوی انتظامات فرمائے۔ لیکن مردود بندوں کے ذمہ کوئی تکوینی انتظام نہ فرمایا۔ ہم کہتے ہیں کہ مقرب

بندوں کے ذمہ بھی کوئی تکوینی انتظام نہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ کائنات میں سب کچھ اللہ کے امر سے ہوتا ہے۔ فرشتے حکم الٰہی سے مامور ہیں، وہ اذن الٰہی سے کائنات کے معاملات سرانجام دیتے ہیں۔ انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کے ذمہ کوئی تکوینی انتظام نہیں۔

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''...... نبی کا علم طریقت میں دوسروں کی شاگردی کرنا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص479)

❀ نیز لکھتے ہیں:

''جو علم حاصل کرنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے پاس گئے، وہ علم شریعت نہ تھا، بلکہ علم طریقت تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص480)

علم طریقت کی کوئی حیثیت نہیں۔ طریقت صوفیا کی من گھڑت اصطلاح ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام ان اصطلاحات سے مبرا تھے۔ یاد رہے کہ انبیائے کرام کے پاس علم نبوت تھا، علم نبوت کے ہوتے ہوئے انہیں کسی علم کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ ''نبی کا علم طریقت میں دوسروں کی شاگردی کرنا'' آداب نبوت کے منافی ہے۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا، آپ نے اس ہی علم سے فرمایا کہ تم صبر نہ کر سکو گے اور ایسا ہی ہوا۔ آپ کا یہ فرمان اندازے اور تخمینے سے نہ تھا، بلکہ علم یقین سے تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص480)

علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس وہی علم تھا، جو اللہ تعالیٰ

بذریعہ وحی انہیں عطا فرمایا تھا۔ خضر علیہ السلام نبی تھے، ممکن ہے کہ یہ بات وحی سے فرمائی ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے اندازے اور خیال سے فرمائی ہو۔

(۱۰) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنی چاہی، مگر کی نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص481)

پیغمبر کسی کا شاگرد نہیں ہوتا، پیغمبر کے پاس وہی علم ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ اس پر وحی کرتے ہیں، البتہ کسی کا علم زیادہ کسی کا کم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔

(۱۱) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ بعض اولیاء کو لوگوں کے انجام اور سعادت و شقاوت کا پتا ہوتا ہے، کیونکہ حضرت خضر کو اس بچے کی شقاوت کی خبر تھی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص482)

خضر علیہ السلام نبی ہیں۔ نبی بذریعہ وحی خبر دیتے ہیں۔ اولیاء پر کون سی وحی اُترتی ہے؟

(۱۲) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان ماں باپ کو ایک نیک بیٹی عطا کی، جو ایک پیغمبر کے نکاح میں آئی اور اس بیٹی کی اولاد میں ستر پیغمبر ہوئے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص482)

قرآن و سنت میں اس پر کوئی دلیل قائم نہیں۔

(۱۳) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''روح البیان میں ہے کہ حرم شریف کے کبوتر، اس کبوتری کی اولاد ہیں، جس نے ہجرت کی رات غارِ ثور پر انڈے دیے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کبوتری کی

برکت سے اس کی اولاد کا اتنا احترام فرمایا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص482)

بے بنیاد باتیں ہیں۔

⑭ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''روایات میں ہے کہ آپ (ذوالقرنین) کو چشمہ آب حیات میسر نہ ہوا، خضر علیہ السلام کو میسر ہوا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص483)

وہ روایات کہاں ہیں؟ یہ کمزور اور بے دلیل باتوں میں سے ہے۔

⑮ مفتی صاحب سورت کہف (۹۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ ذوالقرنین کو رب تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص484)

علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، مخلوق میں کسی کو علم غیب عطا نہیں ہوا، نہ کسی نبی کو اور نہ ولی کو۔ مخلوق کو عالم الغیب سمجھنا شرک ہے۔

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ایسے ہی وحی نے حضور کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا، مثلیت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مہرے میں ہے، جیسے جبریل جب شکل بشری میں آتے تھے، تو کپڑے سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے، اس کے باوجود وہ نور تھے، ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر، حقیقت میں نور ہیں۔ ﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ﴾''

(تفسیر نور العرفان، ص486)

۞ نیز سورت مریم (۱۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ بشر آدمی کے بشرہ اور ظاہری شکل کو کہتے ہیں، جب حضرت جبریل بشری شکل میں نمودار ہوئے، تو ان کی ملکی حیثیت بدل نہ گئی تھے، جیسے حضور علیہ الصلاۃ والسلام بشر ہیں صورۃ، نور ہیں حقیقۃ۔ صورت اور حقیقت میں فرق ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص486)

مثلیت جنس بشریت میں ہے۔ نبی کریم ﷺ کو حقیقت میں جنس بشریت سے خارج کر کے نور قرار دینا کفر ہے۔ جبریل علیہ السلام کا بشری شکل میں آنا نص سے ثابت ہے، جبکہ نبی کریم ﷺ کا جنس بشریت سے ہونا بھی نص سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ہستی کو جبریل علیہ السلام پر قیاس کرنا نص کی مخالفت ہے۔ جو نظریہ مفتی صاحب نے پیش کیا ہے، اسلاف امت میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہ تھا۔

آیت کریمہ میں نور سے مراد نبی کریم ﷺ لیے جائیں، تو نور ہدایت مراد ہے، جیسا کہ اہل علم نے تصریح کر دی ہے۔

۞ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

يَعْنِي بِالنُّورِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أَنَارَ اللّٰهُ بِهِ الْحَقَّ، وَأَظْهَرَ بِهِ الْإِسْلَامَ، وَمَحَقَ بِهِ الشِّرْكَ .

''نور سے مراد محمد ﷺ ہیں، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کیا، اسلام کو غالب کیا اور شرک کو مٹایا۔''

(تفسير الطّبري : 143/10)

⑰ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''نبیوں کے نام رب تعالیٰ رکھتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص487)

بے دلیل ہے۔ بعض انبیا کے نام اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا نام ''محمد'' اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھا۔

⑱ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام رب تعالیٰ کے شاگرد ہوتے ہیں، کسی انسان کے نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص487)

بلاشبہ انبیائے کرام علیہم السلام کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، مگر استاذی اور شاگردی کے الفاظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ اور انبیائے کرام کے لیے مناسب نہیں۔